خطبہ جمعۃ المبارک اولیاء اللہ کی شان اور علامات

قرآن وحدیث کی روشنی میں   ترتیب حافظ عرفان سلیم

امام وخطیب مسجد چک وزیر کا تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر

درس نظامی جامعہ فریدیہ ساہیوال

ایسے مزید بیان لینے کے لیے رابطہ فرمائیں 6274430،0300،0312

یوٹیوب چینل مسائل کا حل قصے کہانیوں میں نہیں قرآن وحدیث میں ہے

القرآن

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ. الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ. لَهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ ط لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ. (یونس،10:62-64)

"سن لو اللہ کے دوستوں پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہے۔ انھی کے لیے خوشخبری ہے، دنیوی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں، یہی بڑی کامیابی ہے"۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ. نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ.۔ حم السجدہ 30 تا 32

”جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ مغموم ہو اور اس جنت پر خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم تمہارے دوست ہیں، دنیوی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے اس جنت) میں وہ سب کچھ ہے جو تمہارا جی چاہے اور اس میں وہ سب کچھ ہے جو مانگو، یہ مہمانی ہے بخشنے والے مہربان خدا کی طرف سے۔

وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا٥ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا٥

اور رحمن کے (مقرب) بندے وہ ہیں کہ جو زمین پر (عاجزی سے) آہستہ چلتے ہیں اور جب کوئی جاہل اُن سے (کوئی ناگوار بات) کرتے ہیں تو کہتے ہیں (تمھیں) سلام اور وہ جو اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں“۔ (سورۃ الفرقان: آیت ۶۴۔۶۳)

احادیث مبارکہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگ ہونگے کہ جو نہ تو نبی ہونگے اور نہ شہید مگر اتنے اونچے مقام پر اللہ کے قرب میں بیٹھیں ہوں گے کہ جس پر قیامت کے دن نبی اور شہید بھی رشک کریں گے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے لیے ذرا ان کی وضاحت کیجئے، ان کی علامت بیان کریں، تاکہ ہم ان کو پہچان سکیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟

یہ سوال سن کر آقا علیہ السلام کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا:

”وہ مختلف قبائل مختلف شہروں اور مختلف علاقوں سے ہونگے، ان کے درمیان خونی رشتہ داری نہ ہوگی، وہ صفا قلب رکھتے ہونگے، اور قیامت کے دن جب وہ آئیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ان کے لیے نور کے صوفے، کرسیاں اور منبر بچھادو، اللہ پاک اپنے دست کرامت سے ان کو نور کی کرسیوں پر بیٹھائے گا۔ پھر اللہ ان کے چہرے کو نور کر دے گا، اُن کے چہروں سے سورج کی طرح نور نکلے گا اور ان کے لباس نور ہو جائیں گے۔“

ہر شخص قیامت کے دن جب تھر تھر کانپ رہا ہو گا، ان لوگوں کو کوئی خوف نہ ہو گا، لوگ غم زدہ ہونگے یہ غم زدہ نہ ہونگے، یہ سن کر صحابہ کرام ہیجان میں تھے کہ ابھی آگے بات کھلے کہ یہ کون ہیں تب آقا علیہ السلام نے پردہ اٹھایا اور آیت پڑھی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. (یونس،62:10)

"خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔"

۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جس کسی نے میرے ولی سے دشمنی کی، میں اُسے اعلان جنگ کرتا ہوں اور بندے کا میرا قرب حاصل کرنے کے لیے میں نے جو احکام اس پر فرض کیے ہیں، ان کے بجا لانے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور میرا بندہ ہمیشہ نفلی عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پائوں بنتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور اسے پناہ دیتا ہوں اور میں جو کرنا چاہوں اس میں مجھے کوئی تردد نہیں، جتنا تردد مجھ مسلمان کی جان سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں۔ حالانکہ اس سے اسے چارہ نہیں"۔

(امام قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، 228:8، طبع مصر)

ابو حازم روایت کرتے ہیں آقا علیہ السلام نے فرمایا۔

پھر وہ اپنے تعلق والے کا ہاتھ پکڑ لیں گے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گا، دوسرا تیسرے کا، تیسرا چوتھے کا، چوتھا پانچویں گا، ہاتھوں کی زنجیر بنائیں گے۔ پہلا شخص اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھے گا، جب تک اس زنجیر کا آخری شخص جنت میں نہ چلا جائے۔ متفق علیہ

آقا علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے میری امت میں ستر ہزار لوگ ہیں جن پر حساب وکتاب نہ ہو گا اور قیامت کے دن ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہونگے، اور وہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار لوگوں کو جنت میں لے جائیں گے۔ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا! اللہ نے جب یہ دیا۔ تو آپ نے زیادہ نہیں مانگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ یہ دے چکا میں نے مزید مانگا، میرے مولا میری امت کے لیے اور دے۔ اللہ نے کہا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے اولیاء بغیر حساب وکتاب کے قطار اندر قطار جائیں گئے، مزید دیتا ہوں کہ ان میں سے ایک ایک ولی اپنے ساتھ ستر ستر ہزار لے کر جائے گا۔ (احمد بن حنبل، المسند، 6:1، رقم:22

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو پکار کر فرماتا ہے کہ اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے اس لیے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہلِ آسمان میں اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے اس لیے تم سب بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور

زمین میں اس کے لیے مقبولیت لکھ دی جاتی ہے"۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان میں اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ فُلاں سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ اس سے آسمان والے بھی محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں مقبولیت لکھ دی جاتی ہے۔ اور جب رب تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فُلاں سے نفرت کرتا ہوں تم بھی اس سے نفرت کرو۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے نفرت کرتے ہیں، پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ فلاں سے نفرت کرتا ہے اس لیے تم لوگ بھی اس سے نفرت کرو۔ پھر زمین میں اس کے لیے نفرت لکھ دی جاتی ہے"۔ متفق علیہ

اولیاء اللہ کون ہیں؟

1، جب اولیا اللہ کا نام لیا جائے کچھ لوگوں کے ذہن میں کچھ علامات آتی ہیں مثلاً اگر وہ وہ فوت ہوا ہے تو اس کا مزار ہوتا ہے یا اس کے مزار پر عرس لگتا ہے یا میلہ لگتا ہے تو یہ اولیا اللہ کے لیے ضروری نہیں ہے کیونکہ کئی سارے صحابہ کی ابھی بھی کچی قبریں موجود ہیں۔

2،   دوسرا یہ کہ اس کی خاص وضع قطع ہوتی اس کے ساتھ کئی سارے مرید ہوتے ہیں کئی سارے لوگ اس کے آگے پیچھے ہوتے ہیں یا اس کا خاص حلیہ ہوتا ہے۔

3، تیسرا یہ کہ اس کی کرامتیں دکھاتا ہو تو اولیا اللہ کے لیے یہ بھی ضروری نہیں ہے

قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں اولیاء اللہ کی متعدد صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند صفات کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وقعت اگر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا“ ا۔   ترمذی شریف 3964

1، ان کا ایمان مضبوط ہو گا

1۔ اولیاء اللہ کی پہلی صفت ایمان ہے کہ وہ صاحبِ ایمان ہوں۔ ان کی ذہنی سوچ پختہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ لائے اس پر دل سے حق اور سچ ہونے کا یقین کریں بس نبی نے اللہ تعالیٰ، ملائکہ، انبیائے سابقین، کتب سابقہ کی تصدیق، جنات، قبر و قیامت، پل صراط، جنت، جہنم اور ان کے تفصیلی و اجمالی احوال، ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات، امت کے عروج و زوال کی تفصیلات، قرب قیامت کے آثار، جنت و اہل جنت کے حالات اللہ کی تعلیم سے جانے اور اسی

کے اذن سے دنیا کو بتائے۔ جس نے ان کو سچا جانا اور ان کا یقین کر لیا، وہ مومن ہے اور اولیاء کے اندر یہ کیفیتِ ایمان عام مومنین کی نسبت بدرجہ اولیٰ موجود ہوتی ہے۔

انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین چیزیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا، ایک یہ کہ جو کسی آدمی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے کرے، دوسرے یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ہر ایک سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہوں اور تیسرے یہ کہ آگ میں گرنا اس کے لیے زیادہ محبوب ہو بہ نسبت اس کے کہ وہ کفر کی طرف لوٹے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے نجات دے دی"۔ صحیح البخاری

2۔ اللہ کا ولی عالم ہوتا ہے

حضور سیّد عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ ترمذی 2681

ولی کے لیے عالم ہونا شرط ہے۔ ولایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیے ہوں۔ کیونکہ علم باطن، علم ظاہر کا نتیجہ و ثمرہ ہے، پس جسے علم ظاہر نہیں ہو گا وہ اس ثمرہ یعنی علم باطن کیسے حاصل کر پائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

"حاشا نہ شریعت و طریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی "شرح

جامع صغیر "پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی "حدیقہ ندیہ "میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں": علم الباطن لایعرفہ اِلاّ من عرف علم الظاہر "علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:" وما اتخذ اللہ ولیاً جاھلاً" اللہ نے کبھی کسی جاھل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا علم باطن کہ اس کا ثمرہ و نتیجہ ہے کیونکر پا سکتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج 21، ص 530، رضا فاونڈیشن، لاہور)

اہل معرفت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آدمی اگر ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس کی اتباع نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس کی بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے موافق نہ ہو، اور جس شخص نے کسی آدمی کا کوئی خلافِ عادت کام یا کوئی تاثیر دیکھ کر خلاف کتاب و سنت اس شخص کی اتباع کی تو وہ شخص دجال کے پیروکاروں کی طرح ہے،

3، تقوی

إِنْ أَوْلِيَآؤُهُ إِلاَّ الْمُتَّقُونَ

اللہ کے اولیاء وہی ہیں جو تقوی و پرہیز گاری والے ہیں (سورہ انفال آیت 34

بے شک اللہ محبوب رکھتا ہے انکو جو بڑے نیک فرمانبردار ہوتے ہیں، متقی پرہیز گار ہوتے ہیں، پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب کہیں نا پائے جاءیں تو ڈھونڈے نہیں جاتے اور اگر کہیں موجود ہوں تو

بلائے نہین جاتے اور وہ معروف و مشھور نہیں ہوتے لیکن ان کے دل ہدایت کی کنجیاں ہوتے ہیں (ابن ماجہ حدیث 3989)

واضح رہے کہ اصولاً ہر مسلمان اللہ کا ولی ہے؛ کیوں کہ قرآنِ کریم میں متقین کو اللہ کا دوست (ولی اللہ) فرمایا گیا ہے، اور مفسرین لکھتے ہیں کہ تقویٰ کے تین درجہ ہیں، تقویٰ کا ادنیٰ درجہ کفر سے بچ کر اسلام میں داخل ہونا ہے، دوسرا درجہ ہر گناہ کے کام کو چھوڑنا ہے اور تقویٰ کا آخری درجہ یہ ہے کہ بندہ ماسویٰ اللہ سب چیزوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے؛ لہٰذا ولایت کا ادنیٰ درجہ مسلمان ہونے کا ہے، دوسرا درجہ گناہوں کو چھوڑنے اور تیسرا درجہ ہر قسم کے غیر اللہ سے دل کو ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا ہے۔

چونکہ اللہ کا حقیقی ولی ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بہت ہی مشکل کام ہے, اور ولی وہی بن سکتا ہے جس کے اندر خوف خدا ہو, ایمان و تقوی ہو لہذا اس کا ثواب و بدلہ بھی بہت زیادہ و عظیم ہے۔

2۔ اولیاء کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ تقویٰ شعار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اولیاء اللہ وہ ہیں جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کریں، اگرچہ ان میں رحم کے رشتے بھی نہ ہوں اور نہ کوئی مالی لین دین ہو۔ خدا کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر

رونق افروز ہوں گے۔ جب لوگ تھر تھر کانپتے ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور جب لوگ غمزدہ ہوں گے، وہ غم سے محفوظ و مامون ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور جب لوگ غمزدہ ہوں گے، وہ غم سے محفوظ و مامون ہوں گے۔

4، ان کے اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ میرے فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ (فرائض کے بعد) نوافل سے مزید میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں۔

(بخاری، کتاب الرقاق، ۴/ ۲۴۸، حدیث

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ الحدید 12

اور فرمان باری تعالیٰ ”اور جس دن مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہو گا، تمہیں مبارک ہو آج کے دن، باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے) اور یہ جو فرمایا ”اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں“ یعنی یہ وعدہ نہ بدلے گا، نہ اس کے خلاف ہو گا، نہ تغیر ہو گا، بلکہ پکا ہے، ثابت ہے لازمی ہونے والا (یہی بڑی کامیابی ہے)۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

مومن کے پاس جب موت آتی ہے تو اس کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں، نورانی سفید چہروں والے، سفید لباس والے اور کہتے ہیں: اے پاک روح! نکل خوشبوئوں و باغوں کی طرف اور رب مہربان کی طرف، تو روح اس کے منہ سے ایسے نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ۔ رہ گئی ان کو آخرت میں خوشخبری تو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”وہ بڑی گھبراہٹ ان کو پریشان نہیں کرے گی“ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔

(علامہ ابن کثیر دمشقی، م774، تفسیر القرآن العظیم، 424:2، طبع لاھور)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہمارے بہترین ہم نشین کون ہے؟ فرمایا: وہ جس کا

دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔" أبو یعلی فی المسند 2437

اہل معرفت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آدمی اگر ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس کی اتباع نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس کی بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے موافق نہ ہو، اور جس شخص نے کسی آدمی کا کوئی خلافِ عادت کام یا کوئی تاثیر دیکھ کر خلاف کتاب و سنت اس شخص کی اتباع کی تو وہ شخص دجال کے پیروکاروں کی طرح ہے، کیونکہ دجال:

خواجہ غریب نواز کا ایک قول ہے کہ مجھے میرے شیخ نے کہا کہ جس شخص کے اندر تین باتیں پیدا ہو جائیں، وہ خدا کا ولی ہو جاتا ہے۔

جس کے دل میں سمندوں جیسی سخاوت اور وسعت آجائے۔

یعنی سمندر پر جب کوئی پانی لینے کے لیے آتا ہے تو وہ نہیں پوچھتا کہ مسلمان ہو، ہندو، یہودی، عیسائی، سکھ یا بدھ مت کے پیروکار ہو، سمندر کا معنی یہ ہے کہ جو آئے اور بھر کے لے جائے۔ دلوں کی وسعت سمندوں جیسی ہو جائے اور بندہ لوگوں کی خطائیں اور غلطیاں نظر انداز کر کے سمندر کی طرح سینہ کھول دے۔

جس کی شفقت آفتاب جیسی ہو جائے۔

اس سے مراد یہ ہے جب سورج نکلتا ہے، تو وہ اپنی شعاعیں ڈالنے کے لیے اپنے، پرائے میں تمیز نہیں کرتا، نہیں دیکھتا کہ یہ مسلمان کی زمین ہے لہذا یہاں اپنی روشنی کرے اور یہ ہندو کی زمین ہے یہاں نہ کرے، بلکہ اس کی روشنی سب کے لیے برابر ہوتی ہے۔

جس میں زمین جیسی تواضع ہو۔

زمین کی عاجزی یہ ہے کہ زمین پر برا آدمی چلے تو بھی بچھی رہتی ہے، نیک چلے تب بھی بچھی رہتی ہے، غرض ہندو، یہودی، مسلم، عیسائی، بدھ مت، سکھ جو بھی چلے حتی کہ وہ جو خدا کو ہی نہیں مانتا، تب بھی زمین بچھی رہتی ہے تو اسی طرح ولی اچھے، نیک، برے سب کے سامنے تواضع میں رہتا ہے۔